تبصرہ برترجمۂ نزہۃ الخواطر

از جناب شاہ محمد شبیہ عطا ندوی

نزہۃ الخواطر کی شہرت ہندوستان کے حدود سے متجاوز ہو کر دنیا کے دوسرے ملکوں میں پہنچ چکی ہے۔ علماءِ عرب اور مستشرقین نے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، اس عظیم کتاب کے مصنف مولٰنا حکیم سید عبد الحیؒ ناظم ندوۃ العلماء تھے۔ جنھیں ہندوستان کا ابن خلکان اور ابن الندیم کہنا زیادہ بہتر ہے۔ آپ سادات رائے بریلی کے مشہور خانوادۂ علم و عمل سے تھے، جس کے بعض افراد سلاطین کے درباروں میں اور بعض فقر و تصوف کی خانقاہوں میں ممتاز تھے، بعض درس و تدریس کی چٹائیوں پر اور بعض تالیف و تصنیف کی مسندوں پر جلوہ آراء تھے۔ اسی خانوادہ میں امام الہند عارف باللہ مجددِ وقت حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ہوا تھا۔ مؤلف نزہۃ الخواطر کے والد ماجد مولٰنا حکیم سید فخر الدین خیالی بھی ایک فاضلِ یگانہ تھے۔ (لالہ سری رام نے خمخانۂ جاوید میں ان کا تذکرہ کیا ہے) شعر و سخن، تاریخ و سیر کے ماہر اور بقول علامہ سید سلیمان ندوی داستانِ کہن کی بولتی زبان تھے، اُن کے رواں اور سیال قلم کی یادگار مہرِ جہانتاب ہے جس کی صرف پہلی جلد فل اسکیپ سائز کے تیرہ سو (۱۳۰۰) صفحات میں تمام ہوئی۔

مولٰنا ممدوح علومِ ظاہری میں ایک یگانۂ روزگار فاضل ہونے کے علاوہ اپنے وقت کے نامور شیخِ طریقت اور اُردو، فارسی، خاص کر بھاشا کے بہت اچھے شاعر تھے۔ مولٰنا حکیم سید عبد الحئی صاحبؒ کو یہ ذوقِ فن ورثہ میں ملا تھا۔ مولٰنا نے اعلیٰ تعلیم فرنگی محل اور بھوپال میں حاصل کی۔

بھوپال اس وقت امیر الملک والاجاہ نواب سید صدیق حسن خاں کی وجہ سے فضل وکمال کا مرکز بنا ہوا تھا، امام شوکانی کے حلقۂ فیض سے مستفیض حضرت شیخ حسین یمنی درسِ حدیث کی مسند پر متمکن تھے۔آپ نے حضرت شیخ سے حدیث کی سند لی۔ طب کی کتابیں آپ نے لکھنؤ کے نامور طبیب افسر الاطباء حکیم عبد العلی صاحب سے پڑھیں، زمانۂ طالب علمی ہی میں آپ قطبِ وقت حضرت مولنا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے خصوصی توجہ وشفقت فرمائی اور بلا درخواست بیعت فرمایا۔ ندوۃ العلماء کے ابتدائی جلسوں میں شرکت فرمانے آپ کانپور تشریف لے جایا کرتے تھے (اس وقت تحریک ندوۃ العلماء کا مرکز یہی شہر تھا)

جناب مولنا سید محمد علی صاحب مونگیری بانیِ ندوۃ العلماء کی نگاہِ انتخاب فوراً اس جوہرِ قابل پر پڑی، وہ دن ہے اور اُن کی وفات کا دن، ندوہ ان کی خدمات سے کبھی محروم نہیں رہا۔ ندوہ کے جتنے ناظم ہوتے رہے ان کو آپ کے خلوص واستقلال اور معاملہ فہمی پر اتنا اعتماد تھا کہ تقریباً نظامت کا کل کام درحقیقت آپ ہی کرتے تھے، ۱۳ر اپریل ۱۹۱۵ء میں آپ بالاتفاق ناظم منتخب ہوئے، اور اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اس منصب پر فائز رہے۔

باوجود شغلِ مطب اور ندوہ کی مصروفیات کے آپ نے تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسلامی ہند کے ہزار سالہ عہد میں شعراء، مشائخ اور سلاطین کے سیکڑوں تذکرے لکھے گئے لیکن علامہ آزاد بلگرامی کی تصنیفات کو چھوڑ کر کوئی مختصر سا رسالہ بھی مستقل یہاں کے علماء ومشاہیر کے حالات میں نہیں لکھا تھا، مولنائے موصوف نے اس کمی کو محسوس کیا اور بیس سال اس کام پر صرف کئے۔ اس عرصہ میں ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے کتب خانوں سے آپ نے استفادہ کیا، اور اپنے بعد ہندوستان کی اسلامی تاریخ، سلاطینِ اسلام، اسلامی تمدن، مساجد، مدارس، عمارات شفاخانے اور دیگر خصوصیات پر ایک دفتر چھوڑا۔ آپ نے تنہا اتنا کام کیا جو مغربی ممالک میں ادارے اور سوسائٹیاں انجام دیتی ہیں، اور یہ سب اس خاموشی اور گمنامی کے ساتھ کیا کہ نہایت محدود حلقۂ احباب کے سوا کسی کو اس کی خبر نہ ہوئی اور اب بھی اس کام کی وسعت وعظمت کا اندازہ بہت

کم لوگوں کو ہے، بقول مخدومی مولٰنا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی مدظلہ، مؤلف نزہتہ الخواطر نے وہ قرض یا فرض ادا کر دیا جو ہندوستان کے اہلِ علم پر صدیوں سے چلا آ رہا تھا۔

نزہتہ الخواطر کی زبان انتہائی سلیس اور شگفتہ ہے۔ مؤلف کو عربیت میں کمال حاصل تھا۔ عربی کے مشہور نقاد و مبصر ڈاکٹر تقی الدین ہلالی مراکشی آپ کی عربیت کے قائل تھے۔

نزہتہ الخواطر آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے، اس کی دوسری جلد (جو آٹھویں صدی ہجری کے مشاہیرِ ہند پر مشتمل ہے) پہلی بار دائرۃ المعارف العثمانیہ کی طرف سے منظرِ عام پر آئی، اسی زمانہ میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی کی الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ شائع ہوئی تھی۔ درر کامنہ ہندوستان کے مشاہیر کے تذکرہ سے تقریباً خالی تھی۔ دائرۃ المعارف نے نزہتہ الخواطر کی دوسری جلد کو شائع کرکے مشاہیرِ ہند سے علمی دنیا کو روشناس کرایا، صرف اسی واقعہ سے نزہتہ الخواطر کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

نزہتہ الخواطر کی قدر مستشرقینِ یورپ نے بہت کی اور انھوں نے دائرۃ المعارف سے بار بار تقاضے کئے کہ اس کی بقیہ جلدیں بھی شائع کی جائیں، مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی کو اپنی کتاب نظامِ تعلیم و تربیت کی تالیف کے زمانہ میں نزہتہ الخواطر کی طرف توجہ ہوئی اور اس کی علمی اہمیت کا اندازہ ہوا، ان کی دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب جلد شائع ہو جائے۔ چنانچہ انھوں نے ایک محضر تیار کیا جس پر ہندوستان کے مشاہیر علماء کے دستخط تھے جس میں مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مولانا شبیر احمد عثمانی، نواب صدر یار جنگ، مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا نے یہ محضر سر اکبر حیدری صدر اعظم دولتِ آصفیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ سر اکبر حیدری کے حکم سے غالباً پہلی، تیسری اور چوتھی جلدیں شائع ہوئیں۔ اس کے بعد اشاعت کا کام رُک گیا۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو نزہتہ الخواطر سے بڑا شغف تھا۔ ان کی تحریک، اور مولانا ابو الکلام آزاد کی توجہ سے نزہتہ الخواطر کی بقیہ جلدیں باقساط شائع ہوئیں۔ صرف آٹھویں جلد غیر مطبوعہ ہے۔

پاکستان کے اہلِ علم بھی نزہۃ الخواطر سے واقف ہیں، حال ہی میں حکومتِ پاکستان کے ایماء سے وزارتِ اوقاف نے نزہۃ الخواطر کے ترجمہ کا بیڑا اٹھایا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اتنی اہم اور نفیس کتاب کا ترجمہ جس کے سپرد کیا گیا انھوں نے اس کا حق نہیں ادا کیا، میرے سامنے نزہۃ الخواطر کی پہلی جلد کا ترجمہ ہے جسے مقبول اکیڈیمی لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس ترجمہ میں کتابت کی بے شمار غلطیاں ہیں، معلوم ہوتا ہے کاپیوں کی تصحیح ہی نہیں ہوئی، خود مترجم سے بھی ترجمہ میں متعدد فروگزاشتیں ہوئی ہیں۔ چند مثالیں پیش ہیں۔ (یہ مثالیں مقدمۂ کتاب سے پیش کی جارہی ہیں)

۱۔ مقدمہ نگار کی عبارت:۔ اشرقت ارض بنور الإسلام وساھم أھل العرب فی الدین والعلم حتی فی العربیۃ والشعر والتالیف، فاضل مترجم نے ساھم کا ترجمہ "نفرت برتی" کیا ہے، حالانکہ عربی کا ایک مبتدی بھی ساھم کا ترجمہ جانتا ہے کہ ساھم کے معنی ہیں 'شرکت کی' یا 'حصّہ لیا' اس طرح سے مطلب بالکل اُلٹا ہوگیا۔

۲۔ مقدمہ نگار کی عبارت:۔ ومن أبناءھا الشیخ فرید الدین مسعود الاجودھنی فاضل مترجم نے ھا کی ضمیر کو (جو ہندوستان کی طرف راجع ہے) نہیں سمجھا۔ اور أبناءھا کا ترجمہ 'ان کی اولاد' کیا ہے۔

۳۔ مقدمہ نگار کی عبارت:۔ رجحت بھم کفۃ الھند یعنی عالمِ اسلام کے مقابلہ میں ان نفوسِ قدسیہ کی وجہ سے ہندوستان کا پلڑا بھاری ہوگیا۔ فاضل مترجم نے اس کا ترجمہ کیا ہے "جن سے ہندوستان میں جہاد فی سبیل اللہ اور آخر عہد میں عالمِ اسلامی میں تجدید کی لہر پھیل گئی"۔

۴۔ مترجم نے جابجا کتاب کی عبارتوں میں تصرف کیا ہے، اور کئی کئی صفحے، عربی نہ سمجھنے کی وجہ سے ترجمہ کے بغیر چھوڑ دیئے ہیں، مثلاً مشہور عربی شاعر ابو عطا سندھی کے حالات صرف ایک صفحہ میں دیئے ہیں۔ جبکہ اصل کتاب میں پانچ صفحے ہیں۔

مسلمانوں کے قلعہ شکن آلات میں ایک آلہ کبش تھا، فاضل مترجم نے کبش کا ترجمہ توپ کیا ہے حالانکہ توپ کی ایجاد غالباً نویں صدی میں ہوئی، کبش کے بارہ میں مؤلف نے وضاحت کردی تھی کہ کبش ایک قلعہ شکن آلہ ہے جو لکڑی اور لوہے سے بنایا جاتا ہے، فاضل مترجم نے یہ عبارت بھی حذف کردی۔

مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی کے بارہ میں مقدمہ نزہۃ الخواطر میں تصریح کے ساتھ درج ہے کہ وہ غایۃ المقصود کے مصنف تھے، فاضل مترجم نے غایۃ المقصود کے بجائے عون المعبود کا اضافہ کیا ہے، حالانکہ عون المعبود مولانا محمد اشرف کی تصنیف ہے؛ فاضل مترجم نے جابجا مؤلف علام پر بے محل اعتراضات کئے ہیں جس کی تردید خود کتاب سے ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا مثالیں اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ یہ ترجمہ کسی طرح بھی اس عظیم تصنیف کے شایانِ شان نہیں، اور ترجمہ میں جس ذمہ داری، امانت اور محنت سے کام لینا چاہئے، اس کی بڑی کمی ہے، ناشر نے بھی ترجمہ کی اجازت مؤلف نزہۃ الخواطر کے جانشینوں سے نہیں لی، حالانکہ یہ انتہائی غیر اخلاقی فعل تھا۔ اگر ناشر نے مؤلف کے جانشین سے رابطہ قائم کیا ہوتا تو وہ اس سلسلہ میں مفید مشورہ دیتے!

اسلام میں غلامی کی حقیقت

مؤلفہ:- مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی

غلامی کے مسئلہ پر اسلامی نقطۂ نظر کے ماتحت محققانہ و یگانہ بحث، غلامی کے اقتصادی اخلاقی اور نفسیاتی پہلوؤں پر بحث، انسانوں کی خرید و فروخت کی ابتدا اور پھر اس میں اسلام کی اصلاحیں اور پُرحکمت طریقے، یورپ کے اربابِ علم نے اسلامی تعلیمات کو بدنام کرنے کے لئے اس مسئلہ کو جیسا مسخ کرکے پیش کیا ہے اس کی کھلی تردید۔ ندوۃ المصنفین کے شاندار تصنیفی کام کا آغاز اسی کتاب سے ہوا تھا جس کا یہ تیسرا ایڈیشن آفسٹ پر چھپا ہے۔ صفحات ۲۶۰ قیمت ۵/- مجلد ۶/-

ملنے کا پتہ:- مکتبۂ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶